القاسم دار الکتب گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ"

تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔(سورۃ المؤمن:٦٠)

دُعا کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

اَدْعِیَۃُ القرآن
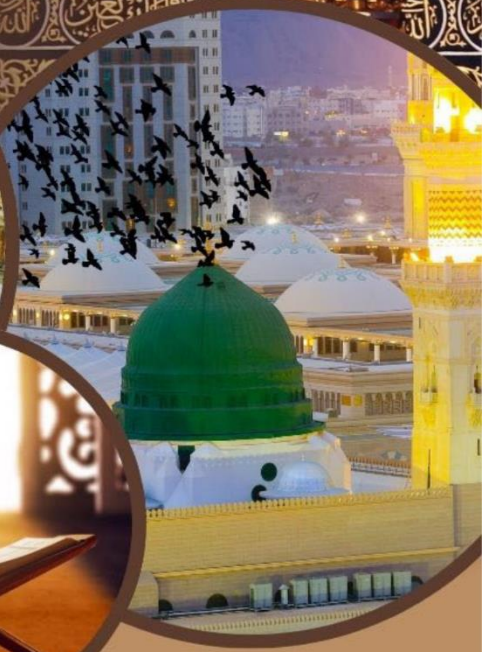
محمد داؤد الرحمن علی

القاسم دار الکتب گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿فہرست مضامین﴾

حرف آغاز

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں میں ایک عظیم نعمت ''دعا'' ہے۔ ''دعا'' ایک ایسی نعمت جو انسان کو رب العالمین کے قریب کرتی ہے، ''دعا'' ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیتی ہے۔

''دعا'' ایک ایسی نعمت ہے جس کے اندر عذاب کو ٹالنے کی طاقت ہے، ''دعا'' پریشانیوں کو خوشیوں میں، امتحانات کو خوشحالی میں، مصائب کو خوشی میں، بیماری کو صحت میں بدلنے کی مکمل طاقت رکھتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ بس اللہ سے مانگنا ہے، دل سے مانگنا ہے، آداب سے مانگنا ہے، یقین کے ساتھ مانگنا ہے پھر دیکھیے گا کہ رحمت کے دروازے ایک کے بعد ایک کیسے کھلتے ہیں۔

الحمد اللہ جامع مسجد مکی گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ایک جمعہ میں ''فضائل دعا'' ذکر کی تو کافی لوگوں نے سراہا اور خواہش کی کہ اس سلسلہ کو تھوڑا آگے بڑھائیں۔

خواہش کا احترام کیا اور کچھ عرصہ کے بعد کئی جمعات سے مسلسل ''دعا'' کی فضیلت کو ذکر کرنے کوشش کی۔ بہت سے احباب نے اس عنوان کو پسند کیا اور مختلف دعاؤں کے بارے میں پوچھا، کچھ نے باقاعدہ دعائیں یاد کرنا شروع کر دیں۔

اس چیز کو دیکھتے ہوئے دل میں خواہش ہوئی کہ قرآن کریم میں موجود تمام دعائیں ایک مختصر کتابچہ میں وضاحت کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کر سکوں، سب کو ایک ہی کتاب میں ہی میسر ہو جائیں، لیکن اس پر مکمل کام کا آغاز نہ کر سکا۔

میرے قابل عزیز دوست سعادت حرمین الشریفین کے لیے سفر کی تیاری فرما رہے تھے تو انہوں نے کچھ دعائیں قرآن کریم کی جمع فرمائیں تو سفر سے قبل انہوں نے یہ کہتے ہوئے وہ جمع شدہ دعائیں عنایت فرمادیں کہ آپ کے کام آجائیں گی۔ میں حیران رہ گیا کہ اللہ پاک نے کس انداز میں قابل دوست کے ذہن میں ڈالا، اور میرا کام آسان ہوا اور ان کا حصہ بھی شامل ہو گیا۔ میں ان کا مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے میرا کچھ کام آسان کر دیا اور اس کتاب کی تیاری میں اپنا حصہ بھرپور ڈالا۔

''ادعیۃ القرآن'' کی تیاری کے دوران مناسب سمجھا کہ اختصار کے ساتھ اس میں ''فضائل دعا'' بھی شامل کیے جائیں تا کہ پڑھنے والے کو پہلے فضیلت، آداب بتا دیے جائیں تا کہ فضیلت کو دیکھتے ہوئے دعا کرنے والا دعا کی فضیلت سے واقف ہو کر دل سے دعاؤں کا اہتمام کیا جا سکے اور سب کو دعاؤں میں یاد رکھا جا سکے۔

میں امید کرتا ہوں کہ کتاب آپ کے لیے مفید ثابت ہو گی، بہت کچھ حاصل ہو گا، اور ہمارے لیے ذریعہ آخرت ہو گا۔ ان شاء اللہ

گزارش ہے کہ جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو اُمت محمدیہ ﷺ بالعموم، میرے والدین، اساتذہ، بھائیوں، بندہ خاکسار اور بندہ کی ٹیم کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاک اللہ خیرا

والسلام!

محمد داؤد الرحمن علی

۱۲ جمادی الاوّل ۱۴۴۶ھ بمطابق ۱۵ نومبر ۲۰۲۴ بروز جمعتہ المبارک

دعا کی اہمیت وفضیلت

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ[1]

ترجمہ: اور (اے رسول ﷺ) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (آپ فرمادیں) بے شک میں ان کے قریب ہوں، دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

دُعا ایک عظیم الشان عبادت ہے جس کی عظمت وفضیلت پر بکثرت آیاتِ کریمہ اور احادیثِ طیبہ وارِد ہیں۔ دعا کی نہایت عظمت میں ایک حکمت یہ ہے کہ دُعا اللہ تعالیٰ سے ہماری محبت کے اِظہار، اُس کی شانِ اُلوہیت کے حضور ہماری عبدیت کی علامت، اُس کے علم وقدرت وعطا پر ہمارے توکل واعتماد کا مظہر اور اُس کی ذاتِ پاک پر ہمارے ایمان کا اقرار وثبوت ہے۔

بندۂ مجبور ومضطر خدائے قادر کے سامنے جب قصوروار اور سوالی بن کر معافی اور آنسوؤں کا واسطہ پیش کرتا ہے اور اپنی بے وقعت ذات کو دستِ قدرت کے حوالے کرکے کچھ مانگتا ہے تو بادشاہِ جبّار کی رحمت وشفقت کو کچھ ایسا جوش آتا ہے کہ بعض دفعہ طے شدہ فیصلوں کو بھی تبدیل کردیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دعائیں جہاں تمام عبادات کا خلاصہ ہیں وہیں یہ ایک ایسا حصن حصین بھی ہیں جن کے حصار میں رہنے والا کبھی نامراد اور ناکام نہیں ہوتا۔

لغوی واصطلاحی معنیٰ:۔

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا اور بلانا۔

شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور درخواست کرنے کو دعا کہتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ قرآن کریم فرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد فرماتے ہیں:

"وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ۔"[2]

"جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔"

---

[1] سورۃ البقرہ:۱۸۶

[2] سورۃ الزمر:۸

دعا کیوں کی جاتی ہے؟

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[3]

”اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔“

روئے زمین پر ہر شخص اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور زمین و آسمان کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں، انسان کی محتاجی کا تقاضہ یہی ہے کہ بندہ اپنے کریم رب سے اپنی حاجت و ضرورت کو مانگے۔

دعا عبادت ہے:۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بڑی عبادت تو دعا ہے۔“[4]

دعا رحمت ہے:۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کو دعا کی توفیق ہو گئی اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھل گئے۔“[5]

دعا جنت کا دروازہ:۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[3] سورۃ محمد:۳۸

[4] مشکاۃ المصابیح، ص:۱۹۴، کتاب الدّعوات، الفصل الثّاني، ط:مکتبۃ الاِتّحاد، دیوبند

[5] المصنّف لابن أبي شیبۃ، رقم الحدیث:۲۹۱٦۸، ط:مکتبۃ الرّشد، الرّیاض

”جس نے دعا کی اس کے لیے جنت کے دروازے کھل گئے۔“[6]

دعا رحمت کا دروازہ:۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے دعا کی اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے۔“[7]

صرف اللہ ہی سے سوال کرو، وہی زندہ ہے اسی کو پکارو:۔

"هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔"

”وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے، سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔“[8]

اس آیت مبارکہ میں رب کائینات واضح طور پر حکم دے رہے ہیں کہ اے میرے بندو! ہر حال میں صرف اور صرف مجھے ہی پکارو، میری بندگی کرو کیونکہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

جو لوگ غیر اللہ سے جا کر مانگتے ہیں، اس آیت میں اللہ نے ان کی نفی کی ہے کہ وہ لوگ تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے، چاہے جتنا پکار لو، دینے والی ذات صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے، اسی کو پکارو اور اسی سے ہی مدد مانگو۔

اللہ کو پکارنے والوں کی تعریف:۔

"اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ۔"

”بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے تھے اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔“[9]

---

6 المستدرک علی الصّحیحین للحاکم، رقم الحدیث:۳۳-۱۸۳۳، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت

7 مشکاۃ المصابیح، ص:۱۹۵، کتاب الدّعوات، الفصل الثاني

8 سورۃ المؤمن، ٦۵

9 سورۃ الانبیاء، ۹۰

"تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔"

"اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں۔"[10]

ان آیات کریمہ میں اللہ پاک نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو ہر کام میں اللہ سے ڈرتے اور اللہ کو پکارا کرتے تھے، اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوتے، اپنے نرم و ملائم بستر سے اٹھ کر، نیند قربان کرکے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوتے اور اس کو پکارتے ہیں۔

اللہ کو عاجزی سے پکارو:۔

"اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔"

"اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو، اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔"[11]

اس سے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

"وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔"

اور تم اللہ کو پکارو ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے، بے شک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔[12]

ان آیات کریمہ میں حکم دیا جارہا ہے کہ اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ مانگو اپنی محاجتگی ظاہر کرو، ساتھ اس کا بھی حکم دیا کہ اپنی حد سے باہر مت نکلو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حد سے نکلنے والے لوگ پسند نہیں۔ اسی لیے دعا عاجزی و انکساری کے ساتھ اور اللہ کی رحمت پر یقین رکھتے ہوئے دل سے کرنی چاہیے۔

مصیبتیں دور کرنے والا:۔

"اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ۔"

[10] سورۃ السجدہ، ١٦

[11] سورۃ الاعراف ٥٥ ترجمہ از مولانا احمد علی لاہوریؒ

[12] سورۃ الاعراف ٥٦ ترجمہ از مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ)

"بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے۔"13

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں مجبور اور بے کس کی دعا قبول کرتا ہوں اور اس کی مصیبت بھی دور کرتا ہوں، یعنی بے کسی اور مصیبت میں جو بھی سچے دل سے اپنے رب کو پکارے تو اللہ پاک اس کی مصیبت کو دور فرماتے ہیں۔

تین نصیحتیں:۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کے پیچھے چل رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لڑکے! اللہ کا دھیان رکھ اللہ تیری حفاظت فرمائے گا، اللہ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے آگے پائے گا، جب سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو، جب مدد مانگو تو اللہ ہی سے مدد مانگو اور اس پر یقین رکھو۔ اگر ساری امت اس بات پر جمع ہو جائے کہ تمہیں نفع پہنچائے تو اس کے سوائے آپ کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے آپ کے حق میں لکھ دیا ہے اور اگر اس بات پر ساری امت جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ نقصان پہنچا سکیں تو اس کے سوا تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔"14

اس حدیث مبارکہ میں تین نصیحتیں عطا کی گئیں۔

1) اللہ کے حقوق کی ادائیگی کرو، اس کے احکامات پر عمل کرو، جس چیز سے اللہ پاک روک رہے ہیں ان چیزوں سے رک جاؤ، اللہ پاک کی مقرر کردہ حدود سے باہر مت نکلو، جب انسان ان تمام باتوں کا خیال اور دھیان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی دنیا و آخرت میں آفات و مصائب سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔
2) جب بھی سوال کرو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے کرو، جب مانگو صرف اللہ ہی سے مانگو۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی داتا اور سخی نہیں ہے۔ ہر چیز اس کے دست قدرت میں ہے اور تمام خزانے اسی کی ملکیت ہیں۔ جب بھی مانگو صرف اللہ ہی سے مانگو۔

13 سورۃ النمل ۶۲

14 مشکوۃ المصابیح ص ۴۵۳

3) یہ نصیحت فرمائی کہ سب بھی مل کر اگر نفع دینا چاہیں تو اس سے زائد نفع نہیں دے سکتے، صرف اتنا ہی دے سکتے ہیں ، جتنا اللہ پاک نے نفع قسمت میں لکھ دیا ہے، اور اگر سب مل کل بھی نقصان پہنچانا کی ٹھان لیں تو اس سے زائد وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھا ہے۔ مخلوق کا اس کا کچھ اختیار نہیں، صرف اللہ ہی مختار کل ہے۔ اس کے فیصلے کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، اس کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی بدل نہیں سکتا، اس کی عطاؤں کو کوئی روک نہیں سکتا، اس کی بھیجی ہوئی مصیبت کوئی ٹال نہیں سکتا، الغرض رب تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں جو لکھ دیا صرف وہی ہو گا۔

جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹے تو اللہ ہی سے مانگو:۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک شخص اللہ کے حضور اپنی ہر حاجت کا سوال کرے، حتیٰ کہ اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی رب تعالیٰ سے مانگے۔"۔[15]

حضرت عائشہ صدیقہؓ اس حدیث کی تشریح میں فرماتی ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ سے ہر چیز مانگو، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی اللہ ہی سے مانگو کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ اس چیز کے میسر ہونے کی آسانی نہ فرمادے تب تک وہ چیز میسر نہیں ہو سکتی۔"[16]

تمام چیزیں اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ اسی کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے، اس کے حکم کے بغیر کسی کو کچھ نہیں مل سکتا بلکہ اس کے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہل سکتا۔ اس لیے ہر ضرورت کے لیے اللہ کی طرف رجوع کیا جانا چاہئیے اور اسی سے ہی مانگنا چاہیئے۔

---

15 مجمع الزاوائد، ص ۱۵ ج ۱

16 مجمع الزاوائد

غیر اللہ سے مانگنے کی مذمت:۔

اب قارئین کرام کی خدمت میں قرآن کریم و فرقان حمید میں سے وہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے مانگنے کی ممانعت فرمائی اور مذمت فرمائی ان آیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

"وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۔"

"اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ اپنی جان کی مدد کر سکتے ہیں۔"[17]

"وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۔"

"اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا، پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔"[18]

"وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۔"

"اور جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں، اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔"[19]

"قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا۔"

"کہہ دو انہیں پکارو جنہیں تم اس (اللہ) کے سوا سمجھتے ہو، وہ نہ تمہاری تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ اسے بدل لیں گے۔"[20]

"يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ۔"

"اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اسے ضرر دے سکے اور نہ اسے فائدہ پہنچا سکے، یہی وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔"[21]

"وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ۔"

---

17 سورۃ الاعراف، ۱۹۷

18 سورۃ یونس، ۱۰۶

19 سورۃ النحل ۲۰/۲۱

20 سورۃ بنی اسرائیل۔ ۵۶

21 سورۃ الحج، ۱۲

"اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں۔"[22]

"قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔"

"کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس مہربانی کو روک سکتے ہیں، کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں۔"[23]

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ۔"

"اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور انہیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو۔"[24]

"وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔"

"اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔"[25]

ان آیات کریمہ میں اللہ پاک نے غیر اللہ سے مانگنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس بات کو واضح فرمادیا کہ جن کو تم پکارتے ہو، وہ تمہاری پکار نہیں سنتے، وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے، تمہاری تکالیف نہیں دور کر سکتے، بلکہ وہ اپنی جان تک کی مدد نہیں کر سکتے تو آپ کی کیا مدد کرینگے، بلکہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔

دعا سننے والا، دینے والا، پیدا کرنے والا، مصائب اور تکالیف سے دور کرنے والا، پریشانیاں ختم کرنے والا، اولاد عطا کرنے والا، رزق دینے والا صرف اورف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اسی لیے جب بھی ہاتھ پھیلاؤ صرف اور صرف رب تعالیٰ کے سامنے پھیلاؤ۔ پھر دیکھو کیسے تمہاری دعائیں قبول ہونگی اور مشکل آسانی میں تبدیل ہو جائے گی۔

---

22 سورۃ فاطر، ۱۳

23 سورۃ الزمر، ۳۸

24 سورۃ الاحقاف، ۵

25 سورۃ الجن، ۱۸

دعا کی قبولیت:۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرقان حمید میں دعا کی قبولیت کی گارنٹی دے رہے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۔"

"(اے پیغمبر) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (فرمادیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں، جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔"[26]

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت خود ہی دعا قبول کرنے کی ضمانت دے رہیں کہ مجھ سے مانگو میں عطا کروں گا۔اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ دعا قبول کرنے والا خود کہہ رہا ہو کہ میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

اسی طرح دوسری آیت مبارکہ میں بھی اللہ پاک ارشاد فرمارہے ہیں کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔"

تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔[27]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کرنے کی تلقین:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کو مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی طاقت بتایا ہے۔

"اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ" 28

دُعا کو ہتھیار سے تشبیہ دینے کی خاص حکمت یہی ہو سکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے حملہ وغیرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا بھی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا ہے:

---

[26] سورۃ البقرۃ:۱۸۶

[27] سورۃ المؤمن:٦٠

[28] رواہ ابویعلی

"دُعاعبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔"[29]

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

"دُعا عین عبادت ہے۔"[30]

دعا کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"تمہارا پروردگار باحیا اور سخی ہے، جب اس کا بندہ اس کی جانب دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی ہاتھ لوٹائے۔"[31]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کوئی عمل عزیز نہیں ہے۔یعنی انسانوں کے اعمال میں دُعا ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے۔"[32]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"تمہارے پروردگار میں بدرجہ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس کردے، یعنی کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے۔"[33]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[29] ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدُعاء

[30] ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدُعاء

[31] ترمذی

[32] ابن ماجہ۔باب فَضل الدُعاء

[33] سنن ابی داؤد

"تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی دُعا کرے۔"[34]

آداب دعا:۔

دعا ایک اہم عبادت ہے، اس لئے اس کے آداب بھی قابل لحاظ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے دُعا کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں، دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ احادیث میں دعا کے لئے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے، جن کو ملحوظ رکھ کر دُعا کرنا بلاشبہ قبولیت کی علامت ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا مکمل یقین کے ساتھ کی جانی چاہئیے کیونکہ وہی ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور ہمارے گناہوں کو بخشنے والا ہے اس لیے دعا مکمل دلجوئی کے ساتھ کرنی چاہئیے۔ اللہ پاک قرآن مجید میں اس کی تلقین بھی فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔"

"تم لوگ اللہ کو خالص اعتقاد کرکے پکارو۔"[35]

اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سے اس طرح دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو۔"[36]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[34] ترمذی

[35] سورۃ المؤمن:۱۴

[36] ترمذی

"تم میں سے جب کوئی دُعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی وثنا سے دُعا کا آغاز کرے پھر مجھ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے مانگے۔"[37]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔"[38]

دعا کے وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاضر اور متوجہ رکھنا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دُعا قبول نہیں کرتا جو صرف اوپری دل سے اور توجہ کے بغیر دُعا کرتا ہے۔"[39]

غرضیکہ دُعا کے وقت جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور خشوع وخضوع اور سکون قلب ورقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

دعا کی قبولیت یقینی:۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو بھی مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ایسی دعا مانگے جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں:

1) جو اس نے مانگا وہ اسے عطا فرمادیتے ہیں۔
2) یا اس دُعا کو آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بنادیتے ہیں۔
3) یا اس دُعا کے بدلے (آنے والی) مصیبت دور فرمادیتے ہیں۔

یہ سن کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا:

"اب تو ہم خوب دعائیں مانگیں گے۔"

---

[37] ترمذی
[38] ترمذی
[39] ترمذی

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس (تمہارے مانگنے) سے بھی زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔[40]

دعا قبول کروانے کا آسان طریقہ:۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسے کلمات سکھلا دیں جن کے ذریعے میں اللہ سے دُعاء مانگا کروں۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"10 مرتبہ سبحان اللہ اور 10 مرتبہ الحمد للہ اور 10 مرتبہ اللہ اکبر پڑھو اور پھر اللہ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو، تو اللہ تعالی جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

میں نے تمہارا کام کر دیا، میں نے تمہارا کام کر دیا۔"[41]

دوسری حدیث میں فرمایا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو اسے چاہیے:

- ❖ دُعا کی ابتداء میں اللہ رب العزت کی شایانِ شان، حمد و ثناء بیان کرے۔
- ❖ پھر نبی اکرم صلی علیم پر درود شریف پڑھے۔
- ❖ اور پھر اس کے بعد (جس دعا کا متمنی ہو وہ) دعا مانگے۔

کیونکہ اس ترتیب سے وہ اپنی مراد جلد پالے گا (یعنی اس کی دُعا جلدی قبول ہو جائے گی)۔"[42]

دل کھول کر رب سے مانگو:۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

---

[40] مسند احمد:11149

[41] مسند أحمد:12207 مُسْنَدُ أَنس حدیث صحیح

[42] المعجم الكبير للطبراني:8780، رجاله صحیح

"جب تم میں سے کوئی (دعامیں) کچھ مانگے تو کثرت سے مانگے کیونکہ وہ اپنے (عظیم) رب سے سوال کر رہا ہے۔"[43]

مشکل وقت میں دعا قبول کروانے کا نسخہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جسے پسند ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مشکل حالات میں اس کی دُعائیں قبول فرمائیں تو اسے چاہیے کہ وہ اچھے حالات میں خوب دُعائیں مانگا کرے۔[44]

قبولیت دعا کے اوقات:۔

یوں تو دعا ہر وقت قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں دعا کے قبول ہونے کی توقع بہت زیادہ ہے، اس لئے ان اوقات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے:

- شب قدر یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتیں۔[45]
- ماہ رمضان المبارک کے تمام دن ورات، اور عید الفطر کی رات۔
- عرفہ کا دن (۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک)۔[46]
- مزدلفہ میں ۱۰ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے طلوعِ آفتاب سے پہلے تک۔
- جمعہ کی رات اور دن۔[47]
- آدھی رات کے بعد سے صبح صادق تک۔
- ۷۔ احادیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم) مگر اس گھڑی کی تعیین میں روایات اور علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ روایات اور اقوال صحابہؓ وتابعین سے دو وقتوں کی ترجیح ثابت ہے، اوّل امام کے خطبہ کے لئے ممبر پر جانے سے لے کر نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک (مسلم)، خاص کر

---

43 صحیح ابن حبان: 889 ذکر استحباب الإکثار فی السؤال ربہ جل وعلا
44 سنن الترمذی: 3382، باب أن دعوۃ المسلم مستجابۃ
45 ترمذی، ابن ماجہ
46 ترمذی
47 ترمذی، نسائی

دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت۔ خطبہ کے درمیان زبان سے دعا نہ کریں، البتہ دل میں دعا مانگیں، اسی طرح خطیب خطبہ میں جو دعائیں کرتا ہے ان پر بھی دل ہی دل میں آمین کہہ لیں۔ قبولیت دعا کا دوسرا وقت جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔[48]

- ❖ اذان واقامت کے درمیان۔[49]
- ❖ فرض نماز کے بعد۔[50]
- ❖ سجدہ کی حالت میں۔[51]
- ❖ تلاوت قرآن کے بعد۔[52]
- ❖ آب زم زم پینے کے بعد۔[53]
- ❖ جہاد میں عین لڑائی کے وقت۔[54]
- ❖ مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔[55]
- ❖ بارش کے وقت۔[56]
- ❖ بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑتے وقت۔[57]

دعا قبول ہونے کے چند اہم مقامات:۔

یوں تو دُعا ہر جگہ قبول ہوسکتی ہے، مگر کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے۔

1) طواف کرتے وقت۔

---

48 ترمذی
49 ترمذی
50 نسائی
51 مسلم
52 ترمذی
53 مستدرک حاکم
54 ابوداؤد
55 صحاح ستہ
56 ابوداؤد
57 ترمذی

2) ملتزم پر چمٹ کر۔(ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان ہے، ملتزم عربی میں چمٹنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس جگہ چمٹ کر دُعا کی جاتی ہے اس لئے اس کو ملتزم کہتے ہیں)۔

3) حطیم میں خاص کر میزاب رحمت کے نیچے۔

4) بیت اللہ شریف کے اندر۔

5) صفاومروہ پر، اور صفاومروہ کے درمیان سعی کرتے وقت۔

6) مقام ابراہیم کے پیچھے۔

7) مشاعر مقدسہ (عرفات، مزدلفہ اور منیٰ) میں۔

8) جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرنے کے بعد وہاں سے ذرا دائیں یا بائیں جانب ہٹ کر۔

دعا کی قبولیت کی علامات:۔

دعا قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ کا خوف طاری ہونا، بے اختیار رونا آجانا، بدن کے روئیں کھڑے ہو جانا، اس کے بعد اطمینان قلب اور ایک قسم کی فرحت محسوس ہونا، بدن ہلکا معلوم ہونے لگنا، گویا کندھوں پر سے کسی نے بوجھ اُتار لیا ہو۔ جب ایسی حالت پیدا ہو تو اللہ کی طرف خشوع قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر اس کی خوب حمد وثنا اور درود کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور مسلمانوں کے لئے گڑگڑا کر دُعا کریں۔ انشاء اللہ اس کیفیت کے ساتھ کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوگی۔ دعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دعا کی قبولیت کا وقت معین ہے اور نااُمید بھی نہیں ہونا چاہئے اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناامید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مطلوب سے بہتر کوئی دوسری شيء انسان کو عطا فرماتا ہے، یا کوئی آنے والی مصیبت دور کر دیتا ہے۔

حرام کمائی والے کی دعا نا قابل قبول ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود پاک ہیں اور پاک مال ہی قبول فرماتے ہیں، مسلمانوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا اپنے رسولوں کو حکم فرمایا۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو کیونکہ میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ۔"

اس کے بعد رسول ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے (اور مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے) اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بکھرے بال اور غبار آلود کپڑوں والا (پریشان حال) بھی ہے۔ یہ شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے: اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! لیکن کھانا بھی اس کا حرام، پینا بھی حرام، لباس بھی حرام اور حرام سے ہی اس کے جسم کی نشو نما ہوئی، تو ایسے شخص کی دعا کہاں قبول ہو سکتی!!!"[58]

جلد باز کی دعا:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انسان جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ جلد بازی کرنے کا کیا مطلب؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(جلد بازی یہ ہے کہ) انسان یوں کہے: میں نے دُعا کی، پھر دعا کی لیکن مجھے تو دعا قبول ہوتی نظر نہیں آتی اور اکتا کر دُعا کرنا چھوڑ دے۔"[59]

دعا ہے اللہ پاک ہم سب کو صحیح معنوں میں آداب کے ساتھ اپنے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

---

[58] مسلم:2392

[59] صحیح مسلم:7112

چالیس قرآنی دعائیں

(۱)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ

ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بیشک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

(سورۃ بقرۃ آیت 127)

وضاحت

یہ دعا حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہونے پر پڑھی۔

اس دعا میں سبق یہ ہے کہ انسان کو اپنے اعمال سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر عمل کے بعد عاجزی اختیار کرنی چاہیے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل سے سکھایا گیا ہے کہ تعمیر کعبہ جیسے عظیم الشان عمل کو مکمل کرنے کے باوجود وہ فخر کا اظہار نہیں کرتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس عمل کی قبولیت کی دعا کرتے ہیں۔

(۲)

رَبَّنَا وَٱجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ

اے پروردگار! ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا حکم بردار بنانا اور اے پروردگار ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر رحم کے ساتھ توجہ فرما۔ بیشک تو ہی توجہ فرمانے والا ہے مہربان ہے۔

(سورۃ بقرۃ آیت 128)

وضاحت

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ یہ دعا بھی اسی معرفت وخشیت کا نتیجہ ہے جو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو حاصل تھی کہ اطاعت وفرمانبر داری کے بے مثال کارنامے بجالانے کے بعد بھی یہ دعا کرتے ہیں کہ ہم دونوں کو اپنا فرمانبر دار بنالیجئے وجہ یہ ہے کہ جتنی کسی کو حق تعالیٰ کی معرفت بڑھتی جاتی ہے اتنا ہی اس کا یہ احساس بڑھتا جاتا ہے کہ ہم حق وفاداری اور حق فرنبر داری پوری ادا نہیں کر رہے۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اس دعا میں بھی اپنی اولاد کو شریک فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ والے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اولاد کی قربانی پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ان کو اپنی اولاد سے کس قدر محبت ہوتی ہے مگر اس محبت کے صحیح تقاضوں کو پورا کرتے ہیں جہاں تک عوام کی رسائی نہیں عوام تو اولاد کی صرف جسمانی صحت وراحت کو جانتے ہیں ان کی ساری شفقت وراحت اسی کے گرد گھومتی ہے مگر اللہ کے مقبول بندے جسمانی سے زیادہ روحانی اور دنیوی سے زیادہ اخروی راحت کی فکر کرتے ہیں اس لئے دعا فرمائی کہ میری اولاد میں سے ایک جماعت کو پورا فرمانبر دار بنادیجئے اپنی ذریت کے لئے دعا میں ایک حکمت اور بھی ہے کہ تجربہ شاہد ہے کہ جو لوگ قوم میں بڑے مانے جاتے ہیں ان کی اولاد اگر ان کے راستہ پر قائم رہے تو عوام میں ان کی مقبولیت فطری ہوتی ہے انکی صلاحیت صلاح عوام کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ دعا بھی قبول ہوئی کہ آپ کی ذریت میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو دین حق پر قائم اور اللہ کے فرمانبر دار بندے تھے جاہلیت عرب میں جبکہ پوری دنیا کو خصوصاً عرب کو شرک وبت پرستی نے گھیر لیا تھا اس وقت اولاد ابراہیم میں ہمیشہ کچھ لوگ عقیدہ توحید وآخرت کے سچے معتقد اور اطاعت شعار رہے ہیں جیسے اہل جاہلیت میں زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد عبد المطلب بن ہاشم کے متعلق بھی یہی روایت ہے کہ وہ شرک وبت پرستی سے بیزار تھے۔

اَرِنَا مَنَاسِكَنَا مناسک منسک کی جمع ہے اعمالِ حج کو بھی مناسک کہا جاتا ہے اور مقاماتِ حج، عرفات منیٰ، مزدلفہ کو بھی، یہاں دونوں مراد ہوسکتے ہیں اور دعا کا حاصل یہ ہے کہ ہمیں اعمال حج اور مقامات حج پوری طرح سمجھا دیجئے اسی لئے لفظ ارنا استعمال

فرمایا جس کے معنی ہیں ہمیں دکھلا دیجئے وہ دیکھنا آنکھوں سے بھی ہو سکتا ہے اور قلب سے بھی چنانچہ مقامات حج کو بذریعہ جبرئیل امین دکھلا کر متعین کر دیا گیا اور احکام حج کی واضح تلقین و تعلیم فرمادی گئی۔[60]

(۳)

رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْءَاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

(سورۃ بقرۃ آیت 201)

وضاحت

اس میں لفظ حسنۃ تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں اور بھلائیوں کو شامل ہے مثلاً دنیا کی حسنہ میں بدن کی صحت اہل وعیال کی صحت، رزق حلال میں وسعت وبرکت دنیوی سب ضروریات کا پورا ہونا اعمال صالحہ، اخلاق محمودہ علم نافع، عزت و وجاہت، عقائد کی درستی صراط مستقیم کی ہدایت، عبادات میں اخلاص کامل سب داخل ہیں اور آخرت کی حسنہ میں جنت اور اس کی بے شمار اور لازوال نعمتیں اور حق تعالیٰ کی رضا اور اس کا دیدار یہ سب چیزیں شامل ہیں۔

الغرض یہ دعاء ایک ایسی جامع ہے کہ اس میں انسان کے تمام دنیوی اور دینی مقاصد آجاتے ہیں دنیا وآخرت دونوں جہان میں راحت وسکون میسر آتا ہے آخر میں خاص طور پر جہنم کی آگ سے پناہ کا بھی ذکر ہے یہی وجہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت یہ دعاء مانگا کرتے تھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور حالت طواف میں خصوصیت کے ساتھ یہ دعاء مسنون ہے اس آیت میں ان جاہل درویشوں کی بھی اصلاح کی گئی ہے جو صرف آخرت ہی کی دعاء مانگنے کو عبادت جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ در حقیقت یہ ان کا دعوی غلط اور خیال خام ہے، انسان اپنے وجود اور بقاء اور عبادت وطاعت سب میں ضرورت دنیوی کا محتاج ہے وہ نہ ہوں تو دین کا بھی کوئی کام کرنا مشکل ہے اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ جس طرح وہ آخرت کی بھلائی اور بہتری اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اسی طرح دنیا کی بھلائی اور آسائش بھی طلب کرتے ہیں، جو شخص دنیوی حاجات کے لئے دعاء مانگنے کو زہد وبزرگی کے خلاف

[60] تفسیر معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

سمجھے وہ مقام انبیاء علیہم السلام سے بے خبر اور جاہل ہے ہاں صرف دنیوی حاجات ہی کو مقصد زندگی نہ بنائے اس سے زیادہ آخرت کی فکر کرے اور اس کے لئے دعاء مانگے۔

آیت کے آخر میں اسی دوسرے طبقہ کا جو کہ اپنی دعاؤں میں دنیاو آخرت دونوں کی بھلائی مانگتا ہے انجام ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے اس صحیح اور نیک عمل اور دعاؤں کا نتیجہ ان کو دنیاو آخرت میں ملے گا اس کے بعد ارشاد ہے واللہُ سَرِیْعُ الْحِسَاب یعنی اللہ جلد حساب لینے والا ہے کیونکہ اس کا علم محیط اور قدرت کاملہ کے لئے ساری مخلوقات کے ایک ایک فرد اور پھر اس کی عمر بھر کے اعمال کا حساب لینے میں ان آلات وذرائع کی ضرورت نہیں جن کا انسان محتاج ہے اس لئے وہ بہت جلد ساری مخلوقات کا حساب لے لیں گے اور ان پر جزاء وسزا مرتب فرمائیں گے۔[61]

(٤)

رَبَّنَآ أَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرٗا وَثَبِّتۡ أَقۡدَامَنَا وَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھیئے اور ہم کو کافر قوم پر غالب کیجئیے

۔

(سورۃ بقرۃ آیت 250)

وضاحت

اس دعا کی ترتیب بڑی پاکیزہ ہے کہ غلبہ کے لیے چونکہ ثابت قدمی کی ضرورت ہے اس لیے پہلے اس کی دعا کی اور ثُبات قدمی کا مدار ثابت قلب پر ہے اس لیے اس سے پہلے ثبات قلب کی دعا کی۔[62]

---

(61) تفسیر معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

(62) تفسیر بیان القرآن از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب

(٥)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَاۚ

اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں

(سورۃ بقرۃ آیت 286)

وضاحت

مسلمانوں کو ایک خاص دعا کی تلقین فرمائی جس میں بھول چوک اور بلا ارادہ خطاء کسی فعل کے سر زد ہونے کی معافی طلب کی گئی۔[63]

(٦)

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَاۚ

اے رب ہمارے! اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر

(سورۃ بقرۃ آیت 286)

(٧)

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ

(63) تفسیر معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

اے رب ہمارے! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔

(سورۃبقرۃ آیت286)

وضاحت

پہلی دعا یعنی **ولا تحمل علینا اصرا**۔ تشریعات کے متعلق تھی ہم کو تکالیف شاقہ کا مکلف نہ بنا اور پہلی امتوں کی طرح ہم نے سخت احکام نازل نہ فرمایا اور یہ دوسری دعا یعنی **ولا تحملنا مالاطاقته لنا به**۔ یہ دعا تکوینیات کے متعلق ہے یعنی تکوینی اور تقدیری طور پر ہم پر ایسی مصیبتیں اور بلائیں نازل نہ فرما جو کہ ہماری طاقت اور تحمل سے باہر ہوں۔ تشریعات اور تکوینیات میں فرق یہ ہے کہ انسان تشریعات کا مکلف ہے اور تکوینیات کا مکلف نہیں مگر دعا کی تعلیم دونوں کے لیے کی گئی اور چونکہ احکام شاقہ اور ناقابل برداشت مصائب کے نزول کا سبب بھی ہمارے ہی گناہ ہیں اس لیے تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری پردہ پوشی فرما دنیا اور آخرت کی ذلت سے ہم کو بچا اور عفو اور مغفرت کے بعد آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم پر مہربانی اور احسان بھی فرما آپ ہی ہمارے آقا، مولیٰ اور دوست ہیں اور ہم آپ کے غلام اور نام لیوا اور محب اور عاشق ہیں، **وقال تعالیٰ، ذالك بأن الله مولی الذین--- الی-- لامولهم۔ فی الحدیث الشریف الله مولانا ولامولکم**۔

پس آپ ہماری اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں خاص مدد کیجئے یعنی کافر قوم کے مقابلہ میں ہم کو فتح و نصرت عطا فرمایئے کافروں کی قوم آپ کی اور آپ کے دین کی اور آپ کے پیغمبروں کی اور آپ کے دوستوں کی دشمن ہے۔ مولیٰ اور آقا اپنے غلاموں کا اور محبوب اپنے عاشقوں کا حامی اور مددگار ہوتا ہے لہٰذا آپ سے یہ درخواست ہے کہ اپنے دوستوں کی دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرمایئے تاکہ بغیر کسی خوف کے تیری عبادت کر سکیں اور بلا کسی ڈر کے تیرے قانون کو جاری کر سکیں۔[64]

[64] تفسیر معارف القرآن (کاندھلوی) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب

(٨)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اے رب ہمارے! جب تو ہم کو ہدایت کر چکا تو ہمارے دلوں کا نہ پھیر اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما، بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت 8)

وضاحت

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا: اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو حق کی طرف سے نہ پھیر دے۔ جس طرح تو نے ان لوگوں کے دلوں کو حق سے پھیر دیا ہے جن کے قلوب میں برائی ہے۔ یہ جملہ راسخین فی العلم کا مقولہ بھی ہو سکتا ہے یعنی وہ یہ کہتے ہیں اور اللہ کی طرف سے تعلیم اور حکم بھی ہو سکتا ہے کہ جب تشابہات پر پہنچو تو یوں کہو کہ اے ہمارے رب۔۔

بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا: اسکے بعد کتاب بھیج کر تو نے ہم کو ہدایت کر دی اور محکم و متشابہ پر ایمان لانے کی توفیق عنایت کر دی۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً: اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت یعنی توفیق اور ثبات ایمانی عطا فرما۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ: بلاشبہ تو ہی وہاب ہے ہر چیز عطا فرماتا ہے۔ اس آیت میں دلیل ہے اس امر کی کہ ہدایت ہو یا گمراہی سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اس کی توفیق و عدم توفیق پر موقوف ہے اس پر کسی کا حق واجب نہیں بلکہ وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ حضرت نواس بن سمعان ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کوئی قلب ایسا نہیں کہ وہ رحمن کی ہاتھ میں نہ ہو وہی سیدھا کرنا چاہتا ہے سیدھا کر دیتا ہے ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے رسول اللہ ﷺ دعاء کیا کرتے تھے اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم رکھ۔ (عزت وذلت کی) ترازو رحمن کے ہاتھ میں ہے روز قیامت تک وہ کسی قوم کو اونچا اور کسی قوم کو نیچا کرتا رہے گا۔ (رواہ البغوی)

اسی قسم کی حدیث امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کی روایت سے اور مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ترمذی وابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی ہے کہ صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول للہ نے فرمایا: دل کی حالت ایسی ہے جیسے کوئی پر کسی چٹیل (وسیع وعریض ہموار سطح زمین جہاں دور دور تک کوئی درخت خاص کر سایہ دار درخت اور پانی نہ ہو، وسیع ناہموار جگہ جہاں درخت اور پانی نہ ہو) میدان میں پڑا ہو اور ہوائیں اس کو الٹ پلٹ کر رہی ہوں۔ (رواہ احمد) (65)

(۹)

رَبَّنَآ إِنَّكَ جَامِعُ ٱلنَّاسِ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ

اے رب! تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں بیشک اللہ خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ۔

(سورۃ آل عمران آیت 9)

وضاحت

وہ دن ضرور آکر رہے گا اور "زائغین" (بھٹکا ہوئے) جن مسائل میں جھگڑتے تھے سب کا دوٹوک فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر ہر ایک مجرم کو اپنی ہٹ دھرمی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اسی خوف سے ہم انکے راستہ سے بیزار اور آپ کی رحمت واستقامت کے طالب ہوتے ہیں۔ ہمارا زائغین کے خلاف راستہ اختیار کرنا کسی بدنیتی اور نفسانیت کی بنا پر نہیں محض اخروی فلاح مقصود ہے۔ (66)

(65) تفسیر مظہری مترجم از حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب

(66) تفسیر عثمانی از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(۱۰)

رَبَّنَآ إِنَّنَآ ءَامَنَّا فَٱغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئیے

(سورۃ آل عمران آیت 16)

وضاحت

یہ جو کہا کہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے، یہ اس وجہ سے ہے کہ بدون ایمان کے مغفرت نہیں ہوتی، پس حاصل یہ ہوا کہ فکر جو مانع ابدی مغفرت کا ہے اس کو ہم مرتفع کر چکے، اب معاف کر دیجئے۔ [67]

(۱۱)

رَبَّنَآ ءَامَنَّا بِمَآ أَنزَلۡتَ وَٱتَّبَعۡنَا ٱلرَّسُولَ فَٱكۡتُبۡنَا مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں اس پر جو کچھ تو نے نازل کیا ہے اور ہم نے پیروی (اختیار) کر لی رسول کی سو ہم کو بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔

(سورۃ آل عمران آیت 53)

وضاحت:

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ: پس تو ہم کو ان لوگوں کی فہرست میں لکھ دینا جنہوں نے تیری واحدانیت اور تیرے انبیاء کی صداقت کی شہادت دی ہے۔ عطاء کے نزدیک الشاہدین سے مراد ہیں انبیاء کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا شاہد ہو گا۔ حضرت ابن

(67) تفسیر بیان القرآن از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الشاھدین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت۔ کیونکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (قیامت کے دن) انبیاء کی رسالت و تبلیغ کی شہادت دے گی۔[68]

(۱۲)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے معاملے میں جو ہم سے زیادتیاں ہوئیں انہیں بخش دے اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

(سورۃ آل عمران آیت 147)

وضاحت:

رسولوں کے ساتھی تکالیف پر بے صبری نہ دکھاتے اور دین کی حمایت اور جنگ کے مقامات میں اُن کی زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہ آتا جس میں گھبراہٹ، پریشانی اور تزلزل (ڈگمگانے) کا شائبہ بھی ہوتا بلکہ وہ ثابت قدم رہتے اور مغفرت، ثابت قدمی اور فتح و نصرت کی دُعا کرتے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ السلام کے صحابہ کی جو دعا بیان کی گئی ہے اس میں انہوں نے اپنے آپ کو گنہگار کہا ہے، یہ عاجزی، انکساری اور بارگاہ الٰہی عزوجل کے آداب میں سے ہے۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ وہ خود کو گنہگار کہہ رہے ہیں اور ان کا پروردگار عزوجل اُنہیں ربّانی یعنی اللہ والے فرمارہاہے۔ اور حقیقت میں لطف کی بات یہی ہے بندہ خود کو گنہگار کہے اور اس کارب عَزَّوَجَلَّ اسے ابرار (نیکوکار) فرمائے۔ کسی بزرگ کا فرمان ہے کہ "ساری دنیا مجھے مردود کہے اور ربّ کریم عزوجل کی بارگاہ میں، میں مقبول قرار پاؤں یہ اس سے بہتر ہے کہ ساری دنیا مجھے مقبول کہے اور رب کریم عزوجل کی

[68] تفسیر مظہری مترجم حضرت مولانا قاضی ثناءاللہ پانی پتی صاحب

بارگاہ میں، میں مردود قرار پاؤں۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنے سے پہلے توبہ و استغفار کرنا آدابِ دعا میں سے ہے۔[69]

(۱۳)

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! تونے یہ سب بیکار نہیں بنایا۔ تو پاک ہے، تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

(سورۃ آلِ عمران آیت 191)

وضاحت:

عقلمند لوگوں کے اہم کام:

عقلمند لوگ کھڑے، بیٹھے اور بستروں پر لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ مولیٰ کریم کی یاد ہر وقت ان کے دلوں پر چھائی رہتی ہے۔

عقلمند لوگ کائنات میں غور و فکر کرتے ہیں، آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور کائنات کے دیگر عجائبات میں غور کرتے ہیں اور ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا ہے۔

کائنات میں غور و فکر کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت ان پر آشکار ہوتی ہے اور ان کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت کے سامنے جھک جاتے ہیں اور ان کی زبانیں اللہ عزوجل کی عظمت کے ترانے پڑھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

جس طرح کسی کی عظمت، قدرت، حکمت اور علم کی معرفت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ اس کی بنائی ہوئی چیز ہوتی ہے کہ اس میں غور و فکر کرنے سے یہ سب چیزیں آشکار ہو جاتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت، حکمت، وحدانیت اور اس کے علم کی پہچان حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ اس کی پیدا کی ہوئی یہ کائنات ہے، اس میں موجود تمام چیزیں اپنے خالق

---

[69] صراط الجنان فی تفسیر القرآن

کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی اور اس کے جلال و کبریائی کی مظہر ہیں اور ان میں تفکر اور تَدَبُّر کرنے سے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بکثرت مقامات پر اس کائنات میں موجود مختلف چیزوں جیسے انسانوں کی تخلیق، زمین و آسمان کی بناوٹ، زمین کی پیداوار، ہوا اور بارش، سمندر میں کشتیوں کی روانی، زبانوں اور رنگوں کا اختلاف وغیرہ بے شمار اَشیاء میں غور و فکر کرنے کی دعوت اور ترغیب دی گئی تاکہ انسان ان میں غور و فکر کے ذریعے اپنے حقیقی رب عزوجل پہچانے، صرف اسی کی عبادت بجالائے اور اس کے تمام احکام پر عمل کرے۔

امام محمد غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”آسمان اپنے ستاروں، سورج، چاند، ان کی حرکت اور طلوع و غروب میں ان کی گردش کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ زمین کا مشاہدہ اس کے پہاڑوں، نہروں، دریاؤں، حیوانات، نَباتات اور ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں جیسے بادل، بارش، برف، گرج چمک، ٹوٹنے والے ستارے اور تیز ہوائیں۔ یہ وہ اَجناس ہیں جو آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان دیکھی جاتی ہیں، پھر ان میں سے ہر جنس کی کئی اَنواع ہیں، ہر نوع کی کئی اقسام ہیں، ہر قسم کی کئی شاخیں ہیں اور صفات، ہَیئت اور ظاہری و باطنی معانی کے اختلاف کی وجہ سے اس کی تقسیم کا سلسلہ کہیں رکتا نہیں۔ زمین و آسمان کے جمادات، نباتات، حیوانات، فلک اور ستاروں میں سے ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حرکت دیئے بغیر حرکت نہیں کر سکتا اور ان کی حرکت میں ایک حکمت ہو یا دو، دس ہوں یا ہزار، یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہیں اور اس کے جلال و کبریائی پر دلالت کرتی ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں اور علامات ہیں۔[70]

فی زمانہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں غور و فکر کرنے اور اس کے ذریعے اپنے رب تعالیٰ کے کمال و جمال اور جلال کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی بجاآوری کرنے سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور ان کے علم کی حد صرف یہ رہ گئی ہے جب بھوک لگی تو کھانا کھالیا، جب پیاس لگی تو پانی پی لیا، جب کام کاج سے تھک گئے تو سو کر آرام کر لیا، جب شہوت نے بے تاب کیا تو حلال یا حرام ذریعے سے اس کی بے تابی کو دور کر لیا اور جب کسی پر غصہ آیا تو اس سے جھگڑا کر کے غصے کو ٹھنڈا کر لیا الغرض ہر کوئی اپنے تن کی آسانی میں مست نظر آرہا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”اندھا وہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام صَنعتوں کو دیکھے لیکن انہیں پیدا کرنے والے خالق کی عظمت سے مدہوش نہ ہو اور اس کے جلال و جمال پر عاشق نہ ہو۔ ایسا بے عقل انسان حیوانوں کی طرح ہے جو فطرت

---

(70) احیاء علوم الدین، کتاب التفکر، بیان کیفیۃ التفکر فی خلق اللہ تعالیٰ، ۵/۱۷۵

کے عجائبات اور اپنے جسم میں غور و فکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اسے ضائع کر دے اور اس سے زیادہ علم نہ رکھے کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھالیا، کسی پر غصہ آئے تو جھگڑا کر لیا۔[71][72]

(١٤)

رَبَّنَآ إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ ٱلنَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُۥ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

اے ہمارے رب! بیشک جسے تو دوزخ میں داخل کرے گا اسے تو نے ضرور رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت 192)

وضاحت:

یہ اُولِی الْاَلْبَاب کی دوسری دعا ہے جس میں عذاب جہنم سے پناہ مانگنے کے لیے انتہائی گریہ وزاری کا اظہار ہے اور پہلی دعا کیلئے بمنزلہ علت ہے۔ یعنی اے ہمارے پروردگار تو جن مشرکوں اور نافرمانوں کو جہنم میں داخل کر دے گا ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہو گا اور انہیں کوئی نہیں بچا سکے گا اور جہنم کا داخلہ انتہائی ذلت اور ہلاکت کی آخری منزل ہو گی اس لیے اے ہمارے مہربان پروردگار ہمیں اس سے محفوظ فرمائیے گا۔[73]

(١٥)

رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِى لِلْإِيمَٰنِ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِرَبِّكُمْ فَـَٔامَنَّا

اے ہمارے رب! بیشک ہم نے ایک صدا دینے والے کو ایمان کی صدا (یوں) دیتے ہوئے سنا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔

(سورۃ آل عمران آیت 193)

---

(71) کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل ہفتم، پیدا کردن تفکر در عجایب خلق خدای تعالیٰ، ۲/ ۹۱۰

(72) صراط الجنان فی تفسیر القرآن

(73) تفسیر جواہر القرآن از حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

وضاحت:

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے بڑی اونچی آواز سے دنیا کو پکارا۔ یا قرآن کریم جس کی آواز گھر گھر میں پہنچ گئی۔ [(74)]

(١٦)

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

اے ہمارے رب! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں مٹادے اور ہمیں نیک لوگوں کے گروہ میں موت عطا فرما۔

(سورۃ آل عمران آیت 193)

وضاحت:

یعنی ہمارے بڑے گناہ بخش دے، اور چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے اور جب دنیا سے اٹھانا ہو نیک بندوں کے زمرہ میں شامل کر کے دنیا سے اٹھالے۔ [(75)]

مطلب یہ ہے کہ ہمیں صالحین میں شمار فرمایئے اور موت کے بعد ہم سے وہی معاملہ فرمایئے جو نیک آدمیوں کے ساتھ ہو گا، جیسا کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنی دعا میں یوں کہا تھا تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ لفظ مع الابرار میں تواضع ہے اور حسن ادب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم ابرار میں سے تو نہیں ہیں لیکن ہمیں ابرار میں شامل فرما دیجیے ہم اس کے امیدوار ہیں۔ [(76)]

---

(74) تفسیر عثمانی از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(75) تفسیر عثمانی از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(76) تفسیر انوار البیان مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

(١٧)

رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ ٱلْمِيعَادَ

اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

(سورۃ آل عمران آیت 194)

وضاحت:

یعنی پیغمبروں کی زبانی، ان کی تصدیق کرنے پر جو وعدے آپ نے کئے ہیں (مثلاً دنیا میں آخر کار اعداء اللہ پر غالب و منصور کرنا اور آخرت میں جنت و رضوان سے سرفراز فرمانا) ان سے ہم کو اس طرح بہرہ اندوز کیجئے کہ قیامت کے دن ہماری کسی قسم کی ادنیٰ سے ادنیٰ رسوائی بھی نہ ہو۔

آپ کے ہاں تو وعدہ خلافی کا احتمال نہیں، ہم میں احتمال ہے کہ خدانخواستہ ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو آپ کے وعدوں سے مستفید نہ ہو سکیں۔ اس لئے درخواست ہے کہ ہم کو ان اعمال پر مستقیم رہنے کی توفیق دیجئے جن کی آپ کے وعدوں سے مستفید ہونے کے لئے ضرورت ہے۔[77]

(١٨)

رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱكْتُبْنَا مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں، لہٰذا گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ لیجیے۔

---

[77] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(سورۃ المائدۃ آیت 83)

وضاحت:

جب مسلمانوں کو حبشہ سے نکالنے کا مطالبہ لے کر مشرکین مکہ کا وفد نجاشی کے پاس آیا تھا تو اس نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلا کر ان کا موقف سنا تھا، اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر ابن ابی طالب نے اس کے دربار میں بڑی مؤثر تقریر کی تھی جس سے نجاشی کے دل میں مسلمانوں کی عظمت اور محبت بڑھ گئی اور اسے اندازہ ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی آخری نبی ہیں جن کی پیشینگوئی تورات اور انجیل میں کی گئی تھی، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو نجاشی نے اپنے علماء اور راہبوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں بھیجا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے سورۃ یسین کی تلاوت فرمائی جسے سن کر ان لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کلام اس کلام کے بہت مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا، چناچہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور جب یہ واپس حبشہ گئے تو نجاشی نے بھی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا، ان آیات میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔[78]

(۱۹)

رَبَّنَآ أَنزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ ٱلسَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَءَاخِرِنَا وَءَايَةً مِّنكَۖ وَٱرۡزُقۡنَا وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰزِقِينَ

یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دیجیے جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ایک خوشی کا موقع بن جائے، اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو۔ اور ہمیں یہ نعمت عطا فرما ہی دیجیے، اور آپ سب سے بہتر عطا فرمانے والے ہیں۔

(سورۃ المائدۃ آیت 114)

[78] تفسیر آسان ترجمہ قرآن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

(٢٠)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَٰسِرِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم اپنی جانوں پر ظلم کر گزرے ہیں، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم نامراد لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

(سورۃ الاعراف آیت 23)

وضاحت:

یہ استغفار کے وہی الفاظ ہیں جن کے بارے میں سورۃ بقرہ (٢:٣٧) میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی یہ الفاظ سکھائے تھے، کیونکہ اس وقت تک انہیں توبہ کا طریقہ بھی معلوم نہیں تھا، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کرنے کے لئے یہ الفاظ نہایت مناسب ہیں اور ان کے ذریعے توبہ قبول ہونے کی زیادہ امید ہے، کیونکہ یہ خود اللہ تعالیٰ ہی کے سکھائے ہوئے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اگر ایک طرف شیطان کو مہلت دے کر اسے انسان کو بہکانے کی صلاحیت دی جو انسان کے لئے زہر جیسی تھی تو دوسری طرف انسان کو توبہ اور استغفار کا تریاق بھی عطا فرمادیا کہ اگر شیطان کے بہکائے میں آکر وہ کبھی کوئی گناہ کر گزرے تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کئے پر شرمندہ ہو، اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اس طرح شیطان کا چڑھایا ہوا زہر اتر جائے گا۔[79]

(٢١)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ

[79] تفسیر آسان ترجمہ قرآن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ساتھ نہ رکھنا۔

(سورۃ الاعراف آیت 47)

(۲۲)

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کا فیصلہ فرمادے۔ اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

(سورۃ الاعراف آیت 89)

وضاحت:

قوم کے متکبر سرداروں سے گفتگو کرنے کے بعد جب شعیب علیہ السلام کو یہ اندازہ ہوا کہ ان لوگوں پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو اب ان کو خطاب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ یعنی اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ لفظ فتح کے معنی اس جگہ فیصلہ کرنے کے ہیں اس معنی سے فاتح بمعنی قاضی آتا ہے (بحر محیط)

اور درحقیقت ان الفاظ سے حضرت شعیب (علیہ السلام) نے اپنی قوم میں سے کفار کے لئے ہلاکت کی دعا کی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ان لوگوں کو زلزلہ کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔[80]

(۲۳)

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر کے پیمانے انڈیل دے، اور ہمیں اس حالت میں موت دے کہ ہم تیرے تابع دار ہوں۔

(80) تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

(سورۃ الاعراف آیت 126)

وضاحت:

غور کرنے کا مقام ہے کہ وہ لوگ جو کل تک بدترین کفر میں مبتلا تھے کہ فرعون جیسے بیہودہ انسان کو خدا مانتے تھے، اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت سے بالکل نا آشنا تھے، ان میں ایک بار میں ایسا انقلاب کیسے آگیا کہ اب پچھلے سب عقائد و اعمال سے یکسر تائب ہو کر دین حق پر اتنے پختہ ہو گئے کہ اس کے لئے جان تک دینے کو تیار نظر آتے ہیں، اور دنیا سے رخصت ہونے کو اس لئے پسند کرتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس چلے جائیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ ایمان کی قوت اور جہاد فی سبیل اللہ کی ہمت ان میں پیدا ہو گئی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم و معرفت کے دروازے ان پر کھل گئے تھے یہی وجہ ہے کہ فرعون کے مقابلہ میں اس جرأت مندانہ بیان کے ساتھ یہ دعا بھی کرنے لگے۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ۔ یعنی اے ہمارے پروردگار ہمیں کامل صبر عطا فرما اور مسلمان ہونے کی حالت میں ہمیں وفات دے۔ اس میں اشارہ اس معرفت کی طرف ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو انسان کا عزم و ہمت کچھ کام نہیں آتا، اس لئے اسی سے ثابت قدمی کی دعا کی گئی۔ اور یہ دعا جیسے معرفت حق کا ثمرہ اور نتیجہ ہے اسی طرح اس مشکل کے حل کا بہترین ذریعہ بھی ہے جس میں یہ لوگ اس وقت مبتلا تھے، کیونکہ صبر اور ثابت قدمی ہی وہ چیز ہے جو انسان کو اپنے حریف کے مقابلہ میں کامیاب کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

یورپ کی پچھلی جنگ عظیم کے اسباب و نتائج پر غور کرنے والے کمیشن نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ مسلمان جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، یہی وہ قوم ہے جو میدان جنگ میں سب سے زیادہ بہادر اور مصیبت و مشقت پر صبر کرنے میں سب سے آگے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت جرمنی اقوام میں فنون حرب کے ماہرین اس کی تاکید کرتے تھے کہ فوج میں دینداری اور خوف آخرت پیدا کرنے کی سعی کی جائے کیونکہ اس سے جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر المنار)

ساحروں میں ایمانی انقلاب موسیٰ (علیہ السلام) کے معجزہ عصا و ید بیضاء سے بھی بڑا تھا:

افسوس ہے کہ آج مسلمان اور مسلم حکومتیں اپنے آپ کو قوی بنانے کے لئے ساری ہی تدبیریں اختیار کر رہے ہیں مگر اس گُر کو بھول بیٹھے ہیں جو قوت اور وحدت کی روح ہے۔ فرعونی جادوگروں نے بھی اول مرحلہ میں اس کو سمجھ لیا تھا، اور عمر بھر

کے خدا ناشناس منکر کافروں کو دم بھر میں نہ فقط مسلمان بلکہ ایک عارف کامل اور مجاہد و غازی بنا دینے کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے معجزہ عصا اور ید بیضاء سے کچھ کم نہ تھا۔[81]

(٢٤)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے۔ اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے۔

(سورۃ یونس آیت 85،86)

وضاحت:

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنائے اس طرح کہ یہ ہم پر اپنے زور و طاقت سے ظلم ڈھاتے رہیں اور ہم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ ایسی صورت میں ہمارا دین بھی خطرہ میں ہے۔ اور ان ظالموں یا دوسرے دیکھنے والوں کو بڑائی کرنے کا موقع ملے گا کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو تم پر ایسا تسلط و تفوق کیوں حاصل ہوتا اور تم اس قدر پست و ذلیل کیوں ہوتے۔ یہ خیال ان گمراہوں کو اور زیادہ گمراہ کر دے گا۔ گویا ایک حیثیت سے ہمارا وجود ان کے لیے فتنہ بن جائے گا۔

ان کی غلامی اور محکومی سے ہم کو نجات دے اور دولت آزادی سے مالا مال فرما۔[82]

---

(81) تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

(82) تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(۲۵)

رَبَّنَآ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى ٱللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ

اے ہمارے رب! ہم جو کام چھپ کر کرتے ہیں، وہ بھی آپ کے علم میں ہیں، اور جو کام علانیہ کرتے ہیں، وہ بھی۔ اور اللہ سے نہ زمین کی کوئی چیز چھپی ہوئی ہے، نہ آسمان کی کوئی چیز۔

(سورۃ ابراہیم آیت 38)

وضاحت:

یعنی زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ رب العزت سے پوشیدہ نہیں۔ پھر ہمارا ظاہر و باطن کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ یہ جو فرمایا "جو ہم کرتے ہیں چھپا کر اور جو کرتے ہیں دکھا کر بھی" اس میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں لیکن تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔ الفاظ عام ہیں جو سب کھلی چھپی چیزوں کو شامل ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کی۔[83]

(۲۶)

رَبِّ ٱجْعَلْنِي مُقِيمَ ٱلصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

یارب! مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجیے اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ پیدا فرمایے جو نماز قائم کریں) اے ہمارے پروردگار! اور میری دعا قبول فرمالیجیے۔

(سورۃ ابراہیم آیت 40)

---

[83] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

وضاحت:

یعنی میری ذریت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو نمازوں کو ٹھیک طور پر قائم رکھیں۔ اور میری سب دعائیں قبول فرمایئے۔[84]

(۲۷)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

اے ہمارے پروردگار! اس دن میری بھی مغفرت فرمایئے میرے والدین کی بھی، اور ان سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔

(سورۃ ابراہیم آیت 41)

وضاحت:

یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر تو کافر تھا اس کے لیے آپ نے مغفرت کی دعا کیسے فرمائی جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ دعا فرمائی ہو سکتا ہے کہ اس کے کفر کی حالت میں مرنے کی آپ کو خبر نہ ہوئی ہو۔ لہٰذا دعا کا مطلب یہ ہوا کہ اس کو ایمان کی توفیق مل جائے۔ جو اس کے لیے مغفرت کا سبب ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک آپ کو مشرک باپ کے لیے دعا کرنے سے منع نہ فرمایا گیا ہو۔[85]

(۲۸)

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا

[84] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

[85] تفسیر آسان ترجمہ قرآن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

اے ہمارے پروردگار! ہم پر خاص اپنے پاس سے رحمت نازل فرمایے، اور ہماری اس صورت حال میں ہمارے لیے بھلائی کا راستہ مہیا فرما دیجیے۔

(سورۃ الکہف آیت 10)

وضاحت:

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے کام میں صحیح رہنمائی کا سامان مہیا کر دے۔ ابن کثیر نے کہا یہ دعا اس طرح کی تھی جیسے حدیث میں آتا ہے کہ اے خدا جو فیصلہ تو ہمارے حق میں کرے اسے انجام کے لحاظ سے بہتر کر۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا کرتے تھے۔ اللھم احسن عاقبتنا فی الامور لکلھا واجر نامن خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ۔ یا اللہ! ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر کر اور ہم کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالے۔[86]

(۲۹)

رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَآ أَوْ أَن يَطْغَىٰ

ہمارے پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے، یا کہیں سرکشی پر آمادہ نہ ہو جائے۔

(سورۃ طٰہ آیت 45)

وضاحت:

اِنَّنَا نَخَافُ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام نے اس جگہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دو طرح کے خوف کا اظہار کیا۔ ایک اَنْ يَّفْرُطَ کے لفظ سے جس کے اصلی معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ شاید فرعون ہماری بات سننے سے پہلے

[86] تفسیر کشف الرحمن مولانا سعید احمد دہلوی

ہی ہم پر حملہ کر دے، دوسرا خوف اَنْ يَّطْغٰى کے لفظ سے بیان فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے وہ اس سے بھی زیادہ سرکشی پر اتر آئے کہ آپ کی شان میں نامناسب کلمات کہنے لگے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابتداء کلام میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوت ورسالت عطا فرمایا گیا اور انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے ساتھ شریک کرنے کی درخواست کی اور یہ درخواست قبول ہوئی تو اسی وقت حق تعالیٰ نے ان کو یہ بتلا دیا تھا کہ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا، نیز یہ بھی اطمینان دلا دیا گیا تھا کہ آپ کی درخواست میں جو جو چیزیں طلب کی گئی ہیں وہ سب ہم نے آپ کو دیدیں قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ان مطلوب چیزوں میں شرح صدر بھی جس کا حاصل یہی تھا کہ مخالف سے کوئی دل تنگی اور خوف وہراس پیدا نہ ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ خوف کی چیزوں سے طبعی خوف تو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے جو وعدوں پر پورا ایمان و یقین ہونے کے باوجود بھی ہوتا ہے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ہی لاٹھی کے سانپ بن جانے کے بعد اس کے پکڑنے سے ڈرنے لگے تو حق تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ ڈر نہیں اور دوسرے تمام مواقع خوف میں ایسا ہی ہوتا رہا کہ طبعی اور بشری خوف لاحق ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے بشارت کے ذریعہ اس کو زائل فرمایا۔ اسی واقعہ کی آیات میں فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ اور فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا اور فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى کی آیات اس مضمون پر شاہد ہیں حضرت خاتم الانبیاء اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بشری خوف کی وجہ سے مدینہ شریف کی طرف اور کچھ صحابہ کرام نے پہلے حبشہ کی پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ غزوہ احزاب میں اسی خوف سے بچنے کے لئے خندق کھودی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ نصرت و غلبہ بار بار آ چکا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ مواعید ربانی سے یقین تو ان سب کو پورا حاصل تھا مگر طبعی خوف جو بمقتضائے بشریت انبیاء میں بھی ہوتا ہے وہ اس کے منافی نہیں۔[87]

(۳۰)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

[87] تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں، پس ہمیں بخش دیجیے، اور ہم پر رحم فرمایے، اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں۔

(سورۃ المؤمنون آیت 109)

(٣١)

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا

ہمارے پروردگار! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا عذاب وہ تباہی ہے جو چمٹ کر رہ جاتی ہے۔ یقیناً وہ کسی کا مستقر اور قیام گاہ بننے کے لیے بدترین جگہ ہے۔

(سورۃ الفرقان آیت 65،66)

وضاحت:

پانچویں صفت: وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ الآيه یعنی یہ مقبولین بارگاہ شب و روز عبادت و اطاعت میں مصروف رہنے کے باوجود بے خوف ہو کر نہیں بیٹھے رہتے بلکہ ہر وقت خدا کا خوف اور آخرت کی فکر رکھتے ہیں جس کے لئے عملی کوشش بھی جاری رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی۔[88]

(٣٢)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

[88] تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیز گاروں کا سربراہ بنادے۔

(سورۃ الفرقان آیت 74)

وضاحت:

باپ عام طور سے اپنے خاندان کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کو یہ دعا سکھائی جارہی ہے کہ بحیثیت باپ اور شوہر کے مجھے اپنے بیوی بچوں کا سربراہ تو بننا ہے، لیکن میرے بیوی بچوں کو متقی پرہیز گار بنا دیجئے تاکہ میں پرہیز گاروں کا سربراہ بنوں جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں، فاسق و فاجر لوگوں کا سربراہ نہ بنوں جو میرے لیے عذاب جان بن جائیں۔ جو لوگ اپنے گھر والوں کے رویے سے پریشان رہتے ہیں، انہیں یہ دعا ضرور مانگتے رہنا چاہئے۔[89]

(۳۳)

رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ

ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔

(سورۃ فاطر آیت 34)

وضاحت:

یعنی دنیا کا اور محشر کا غم دور کیا۔ گناہ بخشے اور ازراہ قدردانی طاقت قبول فرمائی۔[90]

---

[89] تفسیر آسان ترجمہ قرآن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

[90] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(٣٤)

رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَيۡءٖ رَّحۡمَةٗ وَعِلۡمٗا فَٱغۡفِرۡ لِلَّذِينَ تَابُواْ وَٱتَّبَعُواْ سَبِيلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِيمِ

اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے، اس لیے جن لوگوں نے توبہ کرلی ہے اور تیرے راستے پر چل پڑے ہیں، ان کی بخشش فرمادے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

(سورۃ غافر آیت 7)

وضاحت:

یہ فرشتوں کے استغفار کی صورت بتلائی۔ یعنی بارگاہ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کا علم اور رحمت ہر چیز کو محیط ہے پس جو کوئی تیرے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے تیری طرف رجوع کرے اور تیرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہو، اگر اس سے بمقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں سرزد ہوجائیں، آپ اپنے فضل ورحمت سے اس کو معاف فرمادیں۔ نہ دنیا میں ان پر داروگیر ہو اور نہ دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے باقی جو مسلمان توبہ وانابت کی راہ اختیار نہ کرے اس کا یہاں ذکر نہیں۔ آیت ہذا اس کی طرف سے ساکت ہے۔ بظاہر حاملین عرش ان کے حق میں دعا نہیں کرتے۔ اللہ کا ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ یہ دوسری نصوص سے طے کرنا چاہیے۔[91]

---

(91) تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(۳۵)

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّٰتِ عَدْنٍ ٱلَّتِي وَعَدتَّهُمْ وَمَن صَلَحَ مِنْ ءَابَآئِهِمْ وَأَزْوَٰجِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ وَقِهِمُ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ وَمَن تَقِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ

اے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ نیز ان کے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے جو نیک ہوں، انہیں بھی، یقیناً تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔ اور ان کو ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ رکھ اور اس دن جسے تو نے برائیوں سے محفوظ کر لیا اس پر تو نے بڑا رحم فرمایا۔ اور یہی زبردست کامیابی ہے۔

(سورۃ غافر آیت 8،9)

وضاحت:

یعنی اگرچہ جنت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی و من صلح کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان و صلاح کے بیوی، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو ان کے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ کما قال تعالیٰ۔ (وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَىْءٍ) 52۔ الطور: 21) اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہ بھی ان ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو۔ مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں۔ یہ نیت اور نیکی کی حرص اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اس مرد صالح کے اکرام و مدارات ہی کی ایک صورت یہ ہو کہ اس کے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اس کے درجہ میں رکھے جائیں۔

محشر میں ان کو کوئی برائی (مثلاً گھبراہٹ اور پریشانی وغیرہ) لاحق نہ ہو گی۔ اور یہ عظیم الشان کامیابی صرف تیری خاص مہربانی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے سیأت سے اعمال سیئہ مراد لیے ہیں یعنی آگے کو انہیں برے کاموں

سے محفوظ فرمادے اور ان کی خواہش ایسی کر دے کہ برائی کی طرف نہ جائیں۔ ظاہر ہے جو آج یہاں برائی سے بچ گیا اس پر تیرا فضل ہو گیا۔ وہ ہی آخرت میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرے گا۔ اس تفسیر پر **یومئذٍ** کا ترجمہ بجائے "اس دن" کے "اس دن" ہونا چاہیے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "یعنی تیری مہر ہی ہو کہ برائیوں سے بچے۔ اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے۔" یہ الفاظ دونوں تفسیروں پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔[92]

(۳۶)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا

اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمایئے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔

(سورۃ الحشر آیت 10)

وضاحت:

یعنی سابقین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور کسی مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں حسد اور بغض نہیں رکھتے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ "آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور ان سے حسد نہ رکھیں۔" امام مالکؒ نے یہیں سے فرمایا کہ "جو شخص صحابہؓ سے بغض رکھے اور ان کی بدگوئی کرے اس کے لیے مال فئے میں کچھ حصہ نہیں۔"[93]

---

[92] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

[93] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

(۳۷)

رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

(سورۃ الحشر آیت 10)

(۳۸)

رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

اے ہمارے پروردگار! آپ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، اور آپ ہی کی طرف ہم رجوع ہوئے ہیں، اور آپ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

(سورۃ الممتحنۃ آیت 4)

(۳۹)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنایئے اور ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرما دیجیے۔ یقیناً آپ، اور صرف آپ کی ذات وہ ہے جس اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔

(سورۃ الممتحنۃ آیت 5)

وضاحت:

یعنی ہم کو کافروں کے واسطے محل آزمائش اور تختہ مشق نہ بنا۔ اور ایسے حال میں مت رکھ جس کو دیکھ کر کافر خوش ہوں، اسلام اور مسلمانوں پر آوازیں کسیں اور ہمارے مقابلہ میں اپنی حقانیت پر استدلال کرنے لگیں۔ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما۔ اور تقصیرات سے درگزر کر۔ تیری زبردست قوت اور حکمت سے یہی توقع ہے کہ اپنے وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں مغلوب ومقہور نہ ہونے دے گا۔[94]

(٤٠)

رَبَّنَآ أَتۡمِمۡ لَنَا نُورَنَا وَٱغۡفِرۡ لَنَآۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ

اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے اس نور کو مکمل کردیجیے اور ہماری مغفرت فرمادیجیے۔ یقیناآپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

(سورۃ التحریم آیت 8)

وضاحت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض مومنوں کو مدینہ سے لے کر عدن تک نور ملے گا۔ بعض کو اس سے کم یہاں تک کہ بعض کو اتنا کم کہ صرف پاؤں رکھنے کی جگہ ہی روشن ہوگی۔[95]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور ملے گا بعض کو کھجور کے درخت جتنا، کسی کو قد آدم جتنا، کسی کو صرف اتنا ہی کہ اس کا انگوٹھا ہی روشن ہو، کبھی بجھ جاتا ہو، کبھی روشن ہو جاتا ہو۔[96]

---

[94] تفسیر عثمانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب
[95] تفسیر ابن جریر الطبری:33614:ضعیف ومرسل
[96] تفسیر ابن جریر الطبری:23/179

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”انہیں نور ملے گا ان کے اعمال کے مطابق جس کی روشنی میں وہ پل صراط سے گزریں گے۔ بعض لوگوں کا نور پہاڑ جتنا ہو گا، بعض کا کھجور جتنا اور سب سے کم نور والا وہ ہو گا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہو گا کبھی چمک اٹھے گا اور کبھی بجھ جائے گا۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”تمام اہل توحید کو قیامت کے دن نور ملے گا۔ جب منافقوں کا نور بجھ جائے گا تو موحد ڈر کر کہیں گے **رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا** یارب ہمارے نور کو پورا کر۔“[97]

ضحاک رحمہ اللہ بن مزاحم کا بھی یہی قول ہے۔[98]

(97) حاکم: 2/490
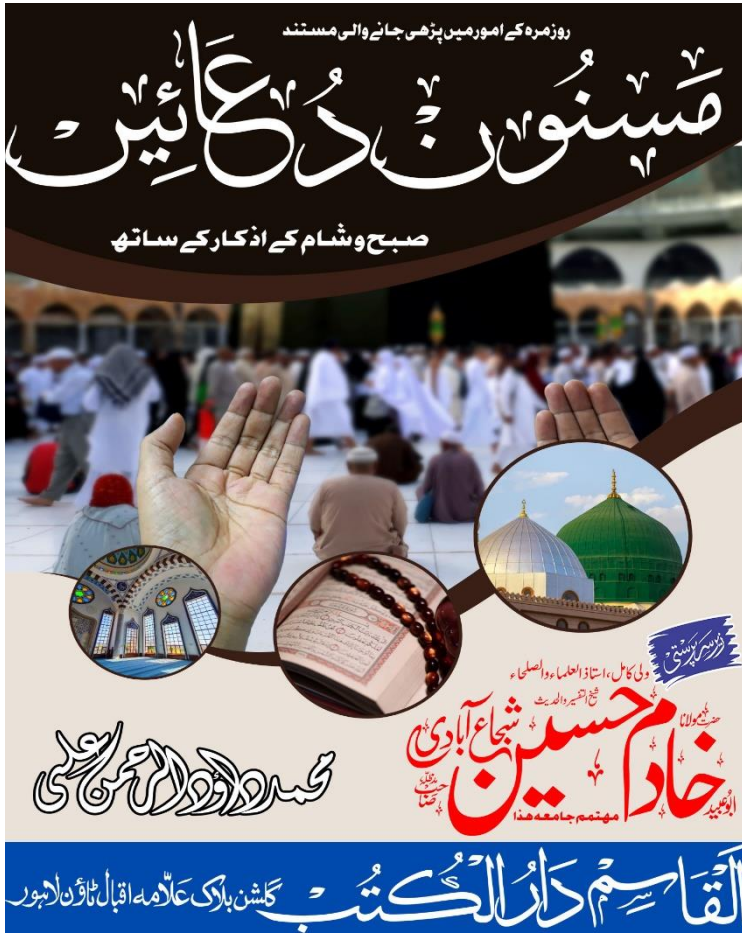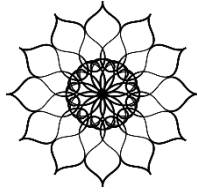
(98) تفسیر ابن کثیر

استاذ العلماء حضرت مولانا خادم حسین صاحب مدظلہ
کی تالیفات رعایتی قیمت پر حاصل کریں۔

القاسم دار الکتب گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور